اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

الفضل — روزنامہ — قادیان

THE ALFAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۳ | ٹیلیفون نمبر ۹۱ | تار کا پتہ "الفضل" قادیان | قیمت فی پرچہ ایک آنہ

شرح چندہ پیشگی — سالانہ ۔ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند سالانہ

جلد ۲۷ | مورخہ ۹ صفر ۱۳۵۸ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۷۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ مارچ۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کل لاہور سے واپس تشریف لے آئیں۔ حضرت ممدوحہ کی طبیعت بوجہ سر درد۔ نزلہ۔ کھانسی اور بخار ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ صاحبزادہ انس احمد خدا کے فضل سے اب تندرست ہے۔ البتہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو نزلہ اور بخار کی شکایت بدستور ہے دعائے صحت کی جائے۔

آج بعد نماز عشا محلہ دار الرحمت میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت پر ۲۵ برس کامیابی کے ساتھ گزرنے کی خوشی میں مسجد کے متصلہ میدان میں زیر صدارت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی ظفر اسلام صاحب۔ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی۔ اور مولوی محمد یار صاحب عارف نے تقریریں کیں۔ آخر میں صاحب صدر نے میجک لینٹرن کے ذریعہ تقریر کی۔

مولوی ولیداد خان صاحب مرحوم کی دردناک وفات پر احمدیہ سپورٹس کلب اور یونین کلب نے ۲۶ مارچ کو اظہار افسوس کا ریزولیوشن پاس کیا۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے قاضی محمد نذیر احمد صاحب لائلپوری کو آریہ کانفرنس جموں میں شریک ہونے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

افسوس ماسٹر فضل داد صاحب ٹیچر ہائی سکول کا چھوٹا بچہ آج فوت ہو گیا۔ احباب دعائے نعم البدل کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نیکی کا کام ثواب کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرو

"یاد رکھو کسی نیکی کو اس لئے نہیں کرنا چاہیئے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اس خیال پر نیکی کی جائے۔ تو وہ ابتغاء لمرضات اللہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس ثواب کی خاطر ہو گی۔ اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی وقت وہ اسے چھوڑ بیٹھے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آئے۔ اور ہم اس کو ایک روپیہ دے دیا کریں۔ تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا۔ کہ میرا جانا صرف روپے کے لئے ہے جس دن سے روپیہ نہ ملے۔ اسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔

غرض یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ نیکی کو محض اس لئے کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ خوش ہو۔ اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اس پر کوئی ثواب ہو۔ یا نہ ہو۔ ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے۔ جب کہ یہ وسوسہ اور وہم درمیان سے اٹھ جائے۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ مگر نیکی کرنے والے کو چاہیئے کہ اجر مدنظر نہ رکھے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اس لئے آتا ہے۔ کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈے شربت ملیں گے۔ یا تکلف کھانے ملیں گے۔ تو وہ گویا ان اشیاء کے لئے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے۔ اور اس کو آرام پہنچائے۔ اور وہ پہنچاتا ہے لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اس کے لئے نقصان کا موجب ہے۔"

(بدر ۲ ؍اکتوبر ۱۹۰۳ء)

دنیوی خواہشات سے مبرا قلب

"خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد۔ اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے۔ اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیا دار بنیں۔ اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مامور ہوں۔"

(البدر ۹ ؍اکتوبر ۱۹۰۳ء)

ذات کا تکبّر

"بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے سمجھتا ہے۔ کہ میری ذات بڑی ہے۔ اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی۔ اسے پیاس لگی۔ وہ دوسرے گھر میں جا کر کہنے لگی۔ کہ امتی تو پانی پلا۔ مگر پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم امتی ہو۔ اور میں سیدانی ہوں۔ آل رسول ہوں۔"

(الحکم نمبر ۹۔ جلد ۸ مورخہ ۱۷ ؍مارچ ۱۹۰۴ء)

اور گو میں حسب عادت قدیم مکرمی ڈاکٹر محمد منیر صاحب کا مہمان تھا۔ اور انہی کے ہاں ٹھیرا تھا۔ مگر ان کی مہمان نوازی۔ مکرمی میاں عطاء اللہ صاحب کی دلی محبت اور خوشی والی دعوت اور ان کے ہاں شب باشی اور ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب وٹرنری اسسٹنٹ نیز میاں عبد الرشید صاحب کے مخلصانہ ناشتوں کا جو اثر دل پر ہے اس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہو کر ہم ایک نئی برادری کے افراد بن چکے ہیں مکرمی ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب سب اسسٹنٹ سرجن نے جس محبت سے ہم سے سلوک کیا وہ یقیناً ایک گہرا اثر دل پر چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالٰے ہی ان تمام دوستوں اور بھائیوں کا خود متکفل ہو اور ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔

ایک قابل ذکر احمدی نوجوان

اس کے بعد میں چوہدری عبد الحمید صاحب ایس ڈی او کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اس کمی کو پورا کر دیا جو امرتسر کے بجٹ میں انکے درج ہونے سے پیشتر تھی۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کے اعزاز میں اور مرتبہ میں ترقی دے کر اپنے سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی عطا فرماوے۔ بالآخر میں ان تمام دوستوں کا بھی مشکور ہوں۔ جو محبت سے ملے خوشی سے ہماری باتیں سنیں اور دلی محبت سے اس فنڈ میں حصہ لیا۔ مگر جن کا نام میں ان سطور میں نہیں لکھ سکا۔

جماعت احمدیہ لاہور سے گزارش

ذیل میں امرتسر کے دوستوں کے وعدے درج کرتا ہوا لاہور کے دوستوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ اب ان کی باری ہے۔ ان کے ذمے ۲۷۰۰ روپے کی رقم ہے۔ جو انہوں نے دینی ہے اور ہم نے لینی ہے اور خدا تعالٰے نے قبول کرنی۔ اور بہتر سے بہتر بدلہ دینا ہے۔ انشاء اللہ وبتوفیقہ میں وہاں کے امیر شیخ بشیر احمد صاحب اور مکرم نائب امیر اور اس فنڈ کے انچارج قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے اور ہر حلقہ کے فنانشل سکرٹریوں اور دیگر ذمہ دار کارکنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لاہور پہنچنے سے پیشتر مجھے اطلاع دے دیں کہ ۲۷۰۰ روپیہ کے وعدے ہو چکے۔ بلکہ وصولی بھی ہو چکی۔ تاکہ میں جو کہ اکثر سفر میں ہی ہوا جاتا ہوں۔ لاہور نہ آؤں۔ اور یہاں بیٹھے بیٹھے ہی اخبار الفضل میں اعلان کر سکوں کہ الحمد للہ لاہور کی جماعت اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکی ہے۔ اور وہ سالانہ نہیں بلکہ چھپیں سالہ امتحان میں سو فی صدی نمبر لے چکی ہے اور اس کا نام پاس شدہ جماعتوں کی فہرست میں درج ہے۔ سید محمد اسحٰق

(۱) میاں عبد الرشید صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ۲۰۰
محمود احمد صاحب پسر ۳۰/ "
عزیز احمد صاحب " ۳۰/ "

(۲) میاں عبد الرحیم صاحب ورق ساز ۱۱۵/
(۳) خاندان ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بذریعہ قاضی محمد منیر صاحب ۱۰۰۰
(۴) میاں عطاء اللہ صاحب بی اے وکیل ۸۰۰
اہلیہ صاحبہ " " " ۵۰
بچگان " " " ۵۰
(کل ۹۰۰)
(۵) چوہدری عبد الحمید صاحب ایس ڈی او ہائیڈرو الیکٹرک برانچ ۳۲۰
(۶) خواجہ عبد الحمید صاحب سوداگر پشمینہ ۲۵۰
(۷) ڈاکٹر سراج دین صاحب امیر جماعت احمدیہ ۱۵۱
فخر الدین صاحب پسر " ۷۵
(کل ۲۲۵)
(۸) ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب سب اسسٹنٹ سرجن فنانشل سکرٹری امرتسر ۱۶۰
(۹) میاں سراج دین صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ میونسپلٹی ۱۰۰
(۱۰) میاں غلام نبی صاحب مس گر معہ
محمد شریف صاحب پسر " معہ
محمد لطیف صاحب " " "
میاں محمد شفیع صاحب " "
(کل ۱۰۰)
(۱۱) مرزا غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سشن جج ۱۰۰
(۱۲) ڈاکٹر شریف احمد صاحب پسر میاں عبد العزیز صاحب مغل ۶۰
(۱۳) ڈاکٹر غلام مصطفٰی صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن ۲۵
(۱۴) چوہدری عبد القادر صاحب ۳۰
(۱۵) مرزا ارشد بیگ صاحب ۴۰
(۱۶) میاں فضل الدین صاحب ۱۵
بر مکان میاں عطاء اللہ صاحب
(۱۷) ڈاکٹر محمد الدین صاحب معہ اہلیہ و بچگان " ۶۰
(۱۸) میاں غلام قادر صاحب ڈرافٹسمین ۳۰
(۱۹) چوہدری نذیر احمد صاحب ۳۰
(۲۰) میاں فیروز الدین صاحب دکاندار ۲۰
(۲۱) مستری مہر اللہ صاحب ملازم ریلوے ۲۰
(۲۲) حافظ مبین الحق صاحب شمس ۳۰
(۲۳) میاں شفیع احمد صاحب ۱۵
(۲۴) اہلیہ میاں غلام نبی صاحب مس گر ۵
(۲۵) شیخ عبد الرشید صاحب ۱۵
(۲۶) محمد نذیر صاحب پوستین ۱۰
(۲۷) نور محمد صاحب سقہ معہ اہلیہ و پسر ۸
(۲۸) میاں محمد امین صاحب چوک بجلی ۲
منور احمد صاحب برادر " " ۲
احمد الدین " " " ۲
والدہ محمد امین صاحب " " ۱
(کل ۷)
(۲۹) محمد اسد اللہ صاحب دکاندار ۱۲
(۳۰) میاں امیر دین صاحب ۱۸
(۳۱) ماسٹر خیر الدین صاحب سکول ماسٹر ۱۳
(۳۲) خواجہ ظہور شاہ صاحب ۲۵
(۳۳) سید بہادل شاہ صاحب ۱۰
(۳۴) حکیم عبد الغفار صاحب ۱۰
(۳۵) میاں محمد حسین صاحب ملازم پولیس ۵
(۳۶) میاں نواب دین صاحب درزی ۵
(۳۷) قریشی محمد صادق صاحب ہیڈ کنسٹیبل ۵
(۳۸) شیخ عبد المالک صاحب ۱۰
(۳۹) مستری محمد الدین صاحب ۵
(۴۰) مستری نور محمد صاحب ۲-۸
(۴۱) " جان محمد صاحب ۲-۸
(۴۲) ماسٹر محمد طفیل صاحب ۵-۰
(۴۳) چوہدری اللہ بخش صاحب معہ اہلیہ ۳-۰
(۴۴) بابو محمد ابراہیم صاحب ۵-۰
(۴۵) والدہ محمد لطیف صاحب ۵-۰
(۴۶) سید محمد حسین صاحب ۲-۰
(۴۷) سعیدہ بیگم صاحبہ ۵-۰
(۴۸) محمد اسمٰعیل صاحب درزی ۲-۰
(۴۹) سعید احمد طالب علم ۳-۰
میڈیکل سٹوڈنٹس امرتسر بذریعہ عطاء الرحمٰن صاحب
(۵۰) چوہدری عبد الکریم صاحب ساجد بشارت احمد صاحب محمد احمد صاحب طفیل احمد صاحب ڈار۔ چوہدری عبد اللطیف صاحب عطاء الرحمٰن صاحب اختر محمود صاحب ۲۵
(۵۱) میاں مظفر الدین صاحب ۱-۰
(۵۲) مستری فضل احمد صاحب ۲-۰
(۵۳) اہلیہ میاں جان محمد صاحب ۱-۰
(۵۴) ہمشیرہ مسعود احمد صاحب ۱۲
نانی " " ۱۲
حمیدہ ہمشیرہ " ۱۲
مسعود احمد صاحب طالب علم ۱۲
(کل ۶)
(۵۵) مراد بی بی صاحبہ ۱-۰

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہوں گے

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء سے ۲۰ اپریل تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے اسماء گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اگر ان کی طرف سے ۹ اپریل ۱۹۳۹ء سے قبل قیمت یا قیمت کی ادائیگی کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ تو ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء کو ان کے نام وی پی ارسال کر دیئے جائیں گے۔ احباب کرام کا فرض ہے۔ کہ انہیں وصول فرمائیں۔ اور واپس کرنے کے سلسلہ کے آرگن کو نقصان نہ پہنچائیں بعض احباب جو خود بخود بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ محاسب چندہ بھیج دیا کرتے ہیں ان کے نام بھی ان کی اطلاع کیلئے شائع کر دیئے گئے ہیں۔ تا وہ یہ اعلان پڑھتے ہی رقم بھجوانے کا انتظام فرمائیں۔ احباب کے لئے ادائیگی کی صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء پر آنے والے اصحاب کے ہاتھ چندہ بھیج دیں۔ (مینیجر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۴۶۷۷ ملک غلام محمد صاحب
۱۴۶۸۵ چوہدری سردار احمد خانصاحب
۱۴۶۸۶ ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب
۱۴۶۸۷ محمد زاہد صاحب
۱۴۶۸۸ جی یو صوفی صاحب
۱۴۶۹۴ ڈاکٹر شیخ عباد اللہ صاحب
۱۴۶۹۶ شیخ محمد صدیق صاحب
۱۴۶۹۸ چوہدری فضل الٰہی صاحب
۱۴۶۹۹ اللہ بخش صاحب
۱۴۷۰۰ محمد سعید صاحب
۱۴۷۰۶ غلام احمد صاحب
۱۴۷۱۱ جناب عبد الغنی صاحب
۱۴۷۱۵ سید علی شاہ صاحب
۱۴۷۲۹ میر ضیاء اللہ صاحب
۱۴۷۳۰ عبد الحکیم صاحب
۱۴۷۳۱ حکیم محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۷۳۹ محمد عبد العزیز صاحب
۱۴۷۵۲ چوہدری عزیز الرحمٰن صاحب
۱۴۷۵۴ جناب مرزا منظور احمد صاحب
۱۴۷۵۵ " مرزا منصور احمد صاحب
۱۴۷۷۰ انجمن احمدیہ معرفت محمد سعید صاحب
۱۴۷۷۲ جناب محمد اسمٰعیل صاحب
۱۴۷۸۱ ایم عطاء الرحمٰن صاحب
۱۴۷۹۲ منشی محی الدین صاحب
۱۴۸۰۲ میاں عبد الکریم صاحب
۱۴۸۰۵ ایم رشید احمد صاحب
۱۴۸۰۶ ایم افتخار احمد صاحب
۱۴۸۰۸ حکیم محمد عبد اللہ صاحب
۱۴۸۱۱ ڈاکٹر عطاء محمد صاحب
۱۴۸۱۲ بابو ضیاء اللہ صاحب
۱۴۸۱۳ جناب محمد ایوب خانصاحب
۱۴۸۱۵ " احمد زمان خانصاحب
۱۴۸۱۸ چوہدری عبد المنان صاحب
۱۴۸۱۹ " بدر الدین صاحب
۱۴۸۲۰ جناب اسمٰعیل شریف صاحب
۱۴۸۲۲ مولوی بشیر احمد صاحب
۱۴۸۲۴ حکیم محمد شفیع صاحب
۱۴۸۲۸ جناب علیم الدین صاحب
۱۴۸۳۱ شیخ رحمت اللہ صاحب
۱۴۸۳۳ شیخ عبد الحمید صاحب
۱۴۸۳۴ مستری غلام رسول صاحب
۱۴۸۳۷ محمد امیر بخش صاحب
۱۴۸۳۸ میاں نیاز احمد صاحب
۱۴۸۳۹ چوہدری محمد دین صاحب
۱۴۸۴۰ میاں ہدایت علی شاہ صاحب
۱۴۸۴۲ چوہدری خدا بخش صاحب
۱۴۸۴۳ عبد الوہاب صاحب
۱۴۸۴۵ میسور ممتاز اگربتی
۱۴۸۴۷ جناب محمد اسلم صاحب
۱۴۸۴۸ میاں عبد الحمید صاحب
۱۴۸۵۱ جناب قادر بخش صاحب
۱۴۸۵۲ دی فرینڈ ایڈ کو
۱۴۸۵۵ ڈاکٹر حمید احمد خانصاحب
۱۴۸۵۹ ایس سیف اللہ خانصاحب
۱۴۸۶۰ چوہدری عبد اللہ خانصاحب
۱۴۸۶۸ میاں مبارک احمد صاحب
۱۴۸۶۹ محمد سعید صاحب
۱۴۸۷۷ قاضی کلیم الدین صاحب
۱۴۸۸۸ جناب غلام احمد صاحب
۱۴۸۹۴ بابو عنایت اللہ صاحب
۱۴۹۰۳ سید سعید احمد صاحب

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

فارم ۱

قاعدہ ۱۰ ازجملہ قواعد مصالحت قرضہ پنجاب ۱۹۳۵ء

بذریعہ تحریر ہذا نوٹس دیا جاتا ہے کہ حسین ولد محمد دین۔ امام الدین ولد شمس الدین ذات بھٹی سکنہ چک ۷ تحصیل وضلع شیخوپورہ نے زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک درخواست دے دی ہے۔ اور یہ کہ بورڈ نے بمقام شیخوپورہ درخواست کی سماعت کے لئے مورخہ ۱۰-۵-۳۹ مقرر کیا ہے لہٰذا جائے مذکور پر سائل کے جملہ قرضخواہ یا دیگر اشخاص متعلقہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے سامنے اصالتاً پیش ہوں۔ مورخہ ۲۲-۳-۳۹

(دستخط) جناب چوہدری مہر چند صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی چیئرمین صاحب بہادر مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع شیخوپورہ

(بورڈ کی مہر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ٹوکیو ۲۶ مارچ۔ جاپانی پارلیمنٹ کی چار اقلیت کی نمائندہ پارٹیوں کی طرف سے وزیر اعظم جاپان کے پاس درخواست بھیجی گئی ہے۔ کہ جاپان برطانیہ اور فرانس کے خلاف جرمنی اور اطالیہ سے فوجی معاہدہ کر لے۔ درخواست میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جاپان نے اپنے مقصد کے لئے جو مہم چین میں شروع کر رکھی ہے برطانیہ اور فرانس اس میں روکاوٹ پیدا کر رہے ہیں۔

وارسا ۲۶ مارچ۔ پولینڈ کے ایک سرکاری اخبار نے اعلان کیا ہے کہ ہم اپنے ہر دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ جہاں طاقتور قوموں سے مقابلہ آ پڑے۔ پولش قوم اپنی کمزوری کا احساس نہیں کرتی۔ اور نہ ہی وہ اپنے دشمنوں کی فوجی تعداد، اسلحہ بندی یا ظاہری شان و شوکت سے مرعوب ہوتی ہے۔ ہمارے فوجی دستوں کی تعداد۔ ہمارے آدمیوں کی جنگجوئی۔ ہماری اسلحہ بندی اور ہماری قوم کی جرأت فتح و کامرانی کے لئے بالکل کافی ہے۔ اور ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ ہماری سنگینیں فتح کی ضامن ہیں۔

روما ۲۶ مارچ۔ مارشل گورنگ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی اور اطالیہ کے اتحاد میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ جرمنی ہر وقت اطالیہ کی مدد کے لئے تیار ہے۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ شہزادہ خالد امیر فیصل۔ فواد بے حمزہ شیخ حافظ وہبی اور شیخ سلیمان ابراہیم جو فلسطین کانفرنس میں شرکت کے لئے عرب وفد کے ساتھ آئے تھے وطن واپس چلے گئے ہیں۔

پیرس ۲۶ مارچ۔ جنرل فرانکو سے صلح کی گفتگو وشنیہ کے لئے جمہوری حکومت کے جو نمائندے گئے تھے۔ ان کے متعلق جنرل فرانکو نے عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے پھر ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر میڈرڈ پر قبضہ دے دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

جے پور ۲۶ مارچ۔ مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق ریاست جے پور نے ایک اعلان کیا تھا جس کے خلاف احتجاج کرنے پر چند مسلمان لیڈر گرفتار کئے گئے تھے جو بعد میں رہا کر دئیے گئے۔ بعض اخبارات میں یہ خبر چھپی تھی کہ وہ نیک چلنی کی ضمانت داخل کر کے رہا ہوئے ہیں۔ اس کی تردید میں ان لیڈروں نے بیان شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر رہا کئے گئے ہیں۔ اور کہ وہ ابھی تک مسلمانوں کے مطالبات پر قائم ہیں۔

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے گاندھی جی آئندہ ہفتہ میں وائسرائے ہند سے پھر ملاقات کریں گے تاکہ راجکوٹ کے مسئلہ کے علاوہ دوسری ریاستوں کے معاملہ پر بھی تبادلہ خیالات کریں۔

لاہور ۲۶ مارچ۔ ۶ اپریل کو پنجاب اسمبلی ایک قرارداد پر بحث کرے گی جس کے ذریعہ حکومت سے سفارش کی جائیگی کہ پنجاب میں ایسی صنعتیں جاری کرنے کے لئے جن پر حکومت کا مکمل یا جزوی قبضہ ہو ایک کروڑ روپیہ قرض لیا جائے اسی طرح اس قرارداد کے ذریعہ حکومت سے درخواست کی گئی ہے کہ پنجاب میں پھلوں کی صنعت کی ترویج مکمل طور پر کرے۔

برلن ۲۶ مارچ۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنی کو کیا چاؤ کی بندرگاہ بہت جلد مل جائے گی۔ یہ بندرگاہ جرمنی کی تھی۔ مگر جنگ عظیم میں اس پر جاپان کا قبضہ ہو گیا تھا۔

برلن ۲۶ مارچ۔ ہر ربن ٹراپ نے نو آبادیوں کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ یورپ کی سب سے بڑی متمدن قوم ہونے کی حیثیت میں ہمارا حق ہے کہ دنیا کے مقبوضات میں اپنا مناسب حصہ لیں۔

دہلی ۲۶ مارچ۔ مصری وفد نے دو ممبروں کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے بنارس و کلکتہ جانے کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔ آج یہ وفد بمبئی روانہ ہو گیا جہاں وہ چار روز کے قیام کے بعد مصر واپس چلا جائے گا۔

کلکتہ ۲۶ مارچ۔ آگرہ سے مصری وفد نے صدر کانگرس کو تار ارسال کیا ہے کہ کانگرس نے جس محبت سے ہمارا استقبال کیا ہے۔ ہم اس کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ مارچ۔ مصری ڈیلیگیشن نے صدر کانگرس کو قاہرہ آنے کی دعوت دی ہے۔

بمبئی ۲۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ پچھلی ملاقات میں وائسرائے اور گاندھی جی کے درمیان یہ سمجھوتہ ہوا تھا کہ ریاستوں میں سیاسی ایجی ٹیشن ابھی بند کر دی جائے اور دیکھا جائے۔ کہ وائسرائے نے جو تقریر کی ہے۔ اس کا اثر والیان ریاست پر کیا ہوتا ہے۔ گاندھی جی نے جے پور اور ٹراونکور وغیرہ میں جو ستیہ آگرہ بند کیا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ یورپ میں جنگی خطرہ کے پیش نظر روس کے جنگی بیڑے کے سرکردہ افسر امریکہ روانہ ہو گئے ہیں تاکہ امریکن کارخانوں میں بننے والے تمام جہاز خرید لئے جائیں۔ دوسرا کام یہ کیا ہے کہ ملک کی مغربی سرحد پر جو رومانیہ اور پولینڈ سے ملتی ہے زہریلی گیس کے کارخانے جاری کر دئے گئے ہیں۔ یہ گویا ایک قسم کے قلعے ہیں۔ روس کے تمام سائنسدان جو زہریلی گیسیں تیار کرتے ہیں وہ سب اس جگہ جمع کر دئے گئے ہیں۔ تاکہ گیس بھاری مقدار میں تیار ہو سکے۔ ایک فوجی کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ جنگ گیس کے ساتھ لڑی جائے گی۔

لکھنو ۲۶ مارچ۔ ریاست سامتھر کی اطلاع ہے کہ وہاں کانگرس کے قومی جھنڈے کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے۔ مگر لوگوں نے ستیہ آگرہ شروع کر دیا ہے۔ جس شخص کے قبضہ میں قومی جھنڈا ہو پولیس اسے گرفتار کر لیتی ہے اس وقت سینکڑوں آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ریاست میں جو بھی پولیٹیکل کارکن داخل ہوتا ہے اسے روک لیا جاتا ہے اگر اس کے پاس قومی جھنڈا یا کوئی اور کانگرسی نشان ہو تو اسے ریاست کی حد میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔

قوناس ۲۶ مارچ۔ لتھونیا کے کمانڈر انچیف نے فوجوں کے نام ایک اپیل میں اعلان کیا ہے کہ نامردوں کی طرح اطاعت قبول کرنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ باعزت طور پر کسی طاقتور مخالف سے شکست کھائی جائے۔ اگر کسی طاقت نے لتھونیا کی سرحدوں میں مداخلت کی کوشش کی تو لتھونیا زبردست مزاحمت کئے بغیر اطاعت قبول نہیں کرے گا۔

لاہور ۲۵ مارچ۔ انڈین سول سروس میں داخلہ کے لئے امتحان مقابلہ جون اور جولائی ۱۹۳۹ء میں لنڈن میں ہوگا۔ سکرٹری سول سروس کمیشن لنڈن ۱۱ اپریل ۱۹۳۹ء تک درخواستیں وصول کریگے اس امتحان سے متعلقہ ضوابط کی نقول نیز درخواستوں کے فارم اور نصاب کی نقول پنجاب سول سیکرٹریٹ لاہور، سکرٹری فارین انفارمیشن بیورو پنجاب یونیورسٹی لاہور یا ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

رنگون ۲۶ مارچ۔ ایک برطانوی جہاز سے ۴ ہزار ٹن اسلحہ اتارا گیا ہے جو چین بھیجا جائے گا۔ اس اسلحہ میں مشین گنیں۔ رائفلیں وغیرہ سامان ہے۔ چونکہ مئی میں بارشوں کے آغاز کی توقع ہے۔ اس بنا پر اس سامان کو جلد تر چین لے جانے کے لئے مانڈلے میں بہت سی لاریاں جمع کر دی گئی ہیں۔ تاکہ مانڈلے تک بذریعہ ریل اسلحہ پہنچتے ہی آگے لے جا سکیں۔

پیرس ۲۶ مارچ۔ حکومت فرانس نے فیصلہ کیا ہے کہ سپین کے سرکاری بیڑے کے جو جہاز بزرٹا میں پناہ گزین ہوئے تھے انہیں جنرل فرانکو کے حوالہ کر دیا جائے۔ ان

مضافاتِ قادیان میں تبلیغِ احمدیت

ایام زیر رپورٹ میں ۱۲۷ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے

"۱۱ فروری سے ۲۶ مارچ تک خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۱۲۷ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان میں پانچ مقامات ایسے ہیں۔ جہاں خدا کے فضل و کرم سے نئی جماعتیں قائم کی گئی ہیں۔ اور وُہ مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ بل پور شاہ پور جاجن۔ گلبوب۔ خوشحال پور۔ میڑھیں۔

میڑھیں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہاں تمام بڑے بڑے اصحاب جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جن میں دو نمبردار بھی ہیں۔ جو احمدیت کی حقیقی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں۔

مجھ پر یہ اثر ہے کہ یہ تعداد جو اس وقت ذکر کی گئی ہے وقت کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ اور کام اس عرصہ میں صحیح طریق پر نہیں کیا گیا۔ بھینی میلواں چھینا بیٹ والا۔ گھوڑے واہ میں تبلیغی جلسے کئے گئے۔ اور ایک جگہ مناظرہ بھی ہوا جس کا لوگوں پر اچھا اثر رہا۔ مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ مہشں ڈوگر اور چودھری نبی بخش صاحب کا کام خاص طور پر نمایاں رہا۔

خاکسار فتح محمد سیال

مدرسہ احمدیہ کے کھلنے کی تاریخ

تمام طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ انشاء اللہ دس اپریل ۱۹۳۹ء کو کھلے گا جو طالب علم بعد میں حاضر ہوگا۔ اس سے داخلہ لیا جائیگا یعنی اس سے وہی فیس لی جائے گی۔ جو ایک نئے داخل ہونے والے سے لی جاتی ہے۔ اور جرمانہ فی یوم اس کے علاوہ ہوگا۔ اس لئے تاکید کی جاتی ہے کہ طلباء جو رخصتوں پر اپنے گھروں کو گئے ہوئے ہیں وہ ۹ اپریل کو قادیان پہونچ جائیں۔ تاکہ وہ مدرسہ کھلتے ہی حاضر ہوسکیں۔ اسی طرح تمام ان دوستوں کی خدمت میں جو اپنے بچے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانا چاہتے ہیں گزارش ہے کہ وہ دس اپریل سے قبل انہیں داخل کرانے کے لئے قادیان لے آئیں۔

ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

جماعت احمدیہ لیگوس کی کامیابی کیلئے درخواستِ دُعا

جماعت احمدیہ لیگوس عرصہ سے ایک مسجد کے مقدمہ میں پھنسی ہوئی ہے ابتدائی عدالت اس کے حق میں فیصلہ دے چکی ہے۔ لیکن مخالفین نے اس کے خلاف اپیل دائر کر رکھی ہے۔ جس کی سماعت جنوری میں ہونے والی تھی لیکن نہ ہوئی۔ اور اب حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ لیگوس کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اپیل کی سماعت اپریل کے آخری ہفتہ میں ہوگی۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ جماعت احمدیہ لیگوس کو محض اپنے فضل سے کامیاب کرے۔

قابل توجہ ممبران کمیٹی دارالشکر

ممبران کمیٹی دارالشکر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حسب قواعد ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء کو کمیٹی مذکور کا قرعہ ڈالا جائے گا۔ جن احباب نے اس وقت تک قسط کی رقم ارسال نہ فرمائی ہو وہ جلد ارسال فرمائیں تاکہ ان کا نام بھی قرعہ میں ڈالا جا سکے۔

پریذیڈنٹ دارالشکر کمیٹی قادیان

بقیہ صفحہ ۳

اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ جھوٹ ثابت ہوا۔ وہ افترا ثابت ہوا۔ اور بجائے کسی اور کی ذلت ہونے کے خود اس کی ذلت کا ہی یہ اعلان موجب بن گیا۔ مگر خدا نے اسی پر بس نہیں کی۔ کیونکہ وہ یرمیاہ نبی کی معرفت کہہ چکا تھا کہ جو جھوٹے طور پر کہے گا۔ کہ مجھ پر فلاں عذاب نہیں آ سکتا۔ وہ اسی عذاب سے ہلاک کیا جائے گا۔ چنانچہ جب اگلا سال آیا۔ تو عین اسی تاریخ کو جس میں اس نے اعلان کیا تھا۔ یعنی ۷ رمضان ۱۳۲۲ھ کو وہ طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اس کی بیوی چند دن پہلے مر چکی تھی۔ صرف دو لڑکیاں باقی رہ گئی تھیں۔ سو ان میں سے بھی ایک طاعون سے ہلاک ہو گئی۔ اور اس طرح "مرزائے قادیان" کی بجائے "مرزائے دولمیال" آپ تباہ و برباد ہو گئی۔

یہ واقعہ اپنی تمام تفصیل کے ساتھ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۶ تا صفحہ ۳۷۲ میں درج ہے جستجوئے حق رکھنے والے احباب وہاں سے ملاحظہ فرمالیں اور پھر غور کریں کہ یہ نشان یرمیاہ نبی کے نشان کے مطابق کس عمدگی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کر رہا ہے۔ جو خدا کا صادق مامور تھا اس نے کہا کہ میں۔ میرا گھر میرا گاؤں اور میری جماعت اس اس طریق پر طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ اور وہ مقررہ شرائط کے مطابق واقعہ میں محفوظ رہے مگر جو جھوٹا اور کاذب تھا۔ اس نے جو تلوار دوسرے کے لئے چلائی تھی وہی تلوار طاعون بنکر اسے ہلاک کر گئی اور جس نیزہ کی انی سے اس نے احمدیت کو زخمی کرنا چاہا تھا۔ وہی انی اسے ہمیشہ کے لئے بطور نشان بنا گئی۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار"

درخواستِ دُعا

صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ مبارک احمد ابن جناب مرزا عزیز احمد صاحب جو بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے کا بخار گو آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ مگر ابھی اترا نہیں۔ بزرگانِ جماعت صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

مختلف لوگوں کی ایک موضوع پر تقریر یا تحریر مباحثہ نہیں

نوجوانوں کی اصلاح کے لئے گزشتہ ایام میں جامعہ احمدیہ کی طرف سے ایسے مقابلوں کی سکیم زیر غور تھی۔ جن میں تربیتی مضامین میں سے ایک موضوع پر مختلف اداروں اور مجالس کے نمائندے تقریر کریں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ۱۰ فروری کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں جس میں حضور نے مناظروں کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ بعض حلقوں میں اس تجویز کے متعلق کہا گیا۔ کہ اس میں بھی مباحثہ کے رنگ کا احتمال ہے۔ اس لئے اس کی اجازت نہیں۔ اس پر خاکسار نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور نے فرمایا۔ کہ مختلف لوگوں کا ایک موضوع کی تائید میں مضمون لکھنا (یا تقریر کرنا) مباحثہ کس طرح کہلا سکتا ہے۔

نیز چونکہ بعض حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا تھا کہ حضور نے مذہبی مضامین میں مباحثہ سے منع فرمایا ہے۔ سیاسی موضوع پر مباحثہ حضور ناپسند نہیں فرماتے۔ اس لئے خاکسار نے حضور سے اس کی وضاحت کے لئے بھی درخواست کی۔ حضور نے اس خیال کے متعلق بھی حیرت کا اظہار فرمایا۔ جبکہ خطبہ میں حضور نے مثال ہی سیاسی یعنی مخلوط انتخاب پر مباحثہ کی دی تھی۔

خاکسار خالد لیکچرر جامعہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۷ صفر ۱۳۵۸ھ

دو دھاری تلوار [۲]

یرمیاہ نبی سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں ایک مابہ الامتیاز امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"خداوند یوں کہتا ہے اُن نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کے نبوت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ تلوار اور کال اس سرزمین پر نہ ہوگا۔ یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے" $\frac{14}{15}$ ۔

یہ معیار اس حقیقت کا حامل ہے۔ کہ اگر تمہیں کسی مدعی ماموریت کی سچائی معلوم کرنے کا شوق ہو۔ تو تم اس کے دعاوی پر نگاہ ڈالو۔ اس کی پیشگوئیوں پر غور کرو۔ اور اس کی تحدیوں کو اپنے زیر نظر رکھو۔ اگر وہ سچا ہوگا۔ تو جو کچھ اس نے کہا۔ وہ پورا ہو جائے گا۔ اور اگر وہ جھوٹا ہوا۔ تو خدا تعالےٰ اسی کی تحدی کو الٹ کر اس کے موُنہہ پر مارے گا۔ اور جن دعاوی سے وہ اپنی نبوت و ماموریت کے قصر کی تعمیر کرنا چاہے گا۔ انہی دعاوی کو اس کی تخریب اور تباہی کا ایک ذریعہ بنا دے گا۔ گویا پیشگوئیاں کیا ہیں۔ یہ دو دھاری تلوار سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اگر ان کا منبع اللہ تعالےٰ کی ذات ہو۔ تو ان کی نوک کا نشانہ دشمنوں کے سینے بنتے ہیں۔ اور اگر پیشگوئیاں اور تحدیاں انسانی نفس کا افترا ہوں۔ تو ان کا نشانہ دشمن نہیں بلکہ پیشگوئیاں کرنے والا خود بنتا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک ذلیل اور حقیر وجود ہو کر خدا تعالےٰ پر جھوٹ بولا۔ اور الہام نہ ہونے کے باوجود دعوے کر دیا۔ کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس معیار کا ذکر کیا ہے۔ مگر اور الفاظ میں۔ یعنی اس نے کہا ہے۔ کہ تقوّل اور افترا علی اللہ کی یہ سزا ہے کہ جھوٹے مدعی ماموریت کی رگ حیات کاٹ دی جاتی ہے۔ بہر حال قرآن اور بائیبل دونوں اس سزا پر متفق ہیں۔ اور چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت صرف بائیبل کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے معیار کے مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جھوٹا مدعی اپنے موُنہہ کی بات سے پکڑا جاتا ہے۔ اگر وہ کہے کہ بارش ہوگی۔ تو بارش نہ ہو کر اس کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اگر وہ کہے۔ کہ میں ترقی کر جاؤں گا۔ تو خدا تعالےٰ اس کو مٹا کر اور اس کی ترقی کو خاک میں ملا کر ظاہر کر دے گا۔ کہ اس نے جو کچھ کہا۔ وہ غلط تھا۔ اب آؤ۔ اسی معیار پر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے اور آپ کے مخالفین کی حرکات کو بھی جانچیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق یہ دعوےٰ فرمایا تھا۔ کہ میں طاعون سے محفوظ رہوں گا۔ اللہ یعنی اپنے گھر کی حفاظت کے متعلق بھی آپ نے اعلان کیا۔ اور کہا۔ کہ ہمارے گھر کی چار دیواری میں طاعون سے کوئی موت نہیں ہوگی۔ پھر اس سے بڑھ کر قادیان کے متعلق آپ نے اعلان کیا۔ کہ اس میں طاعون کے گو چند کیس ہوں۔ مگر طاعونِ جارف یہاں نہیں پڑے گی۔ نہ صرف احمدیوں کے گھروں میں۔ بلکہ غیر احمدیوں سکھوں اور ہندوؤں کے گھروں میں بھی۔ کیونکہ خدا نہیں چاہتا کہ جس مقام میں اس کا مسیح آیا۔ اور جو اس کے رسول کا تخت گاہ بنا اُسے طاعونِ جارف سے ہلاک کرے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر آپ نے تمام جماعت کی نسبت یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ وہ مخالفین کے مقابلہ میں نسبتاً طاعون سے زیادہ محفوظ رہے گی۔ اور انجام کار لوگ اقرار کریں گے۔ کہ خدا نے ہمارے مقابلہ میں ان کی معجزانہ رنگ میں حفاظت فرمائی ہے۔

پھر آپ نے یہیں تک بس نہ کیا۔ بلکہ یہ اعلان بھی فرما دیا کہ:-

"ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے۔ اور خواہ امرتسر میں۔ اور خواہ دہلی میں۔ اور خواہ کلکتہ میں۔ اور خواہ لاہور میں۔ اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا۔ تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے مقابل پر گستاخی کی" (دافع البلاء صفحہ ۱۸) ۔

یہ بالکل وہی معیار ہے۔ جو یرمیاہ نبی نے بیان فرمایا۔ کہ وہ لوگ جو جھوٹے طور پر یہ کہیں گے۔ کہ ہماری زمین تلوار اور کال کے عذاب سے محفوظ رہیگی۔ وہ تلوار اور قحط کے عذاب سے ہی ہلاک ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تحدی کی۔ اور فرمایا۔ کہ میرے مقابلہ میں جو لوگ یہ کہیں گے۔ کہ ہم طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ یا ہمارے مقامات اس آسمانی عذاب سے بچے رہیں گے۔ وہ طاعون کے عذاب سے ہی ہلاک ہونگے۔ اب آیئے۔ اور واقعات پر نگاہ دوڑا کر دیکھئے۔ کہ کون اپنے دعوے میں سچا ثابت ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اشد ترین معاند بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ طاعون سے محفوظ رہے۔ الدّار کے متعلق دنیا کا کوئی متنفس یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ اس میں کبھی کوئی طاعونی کیس ہوا ہو۔ قادیان کے متعلق یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ یہاں کبھی طاعونِ جارف نہیں پڑی اور جماعت احمدیہ کے متعلق بھی یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ کہ اس کے افراد مقابلۃً حیرت انگیز طور پر طاعون سے محفوظ رہے ہیں۔ آج تک دنیا میں طاعون سے جس قدر لوگ تباہ ہو چکے ہیں۔ ان کی تعداد کو اگر ایک طرف رکھو۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کو رکھو۔ جو ہماری جماعت میں طاعون سے شہید ہوئے۔ تو ان کی آپس میں کوئی نسبت ہی نظر نہیں آتی۔ اگر اعداد و شمار صحیح طور پر میسر آ جائیں۔ تو غالباً دس ہزار کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ میں صرف ایک کیس دکھائی دے گا۔ اور یہ اتنی بڑی امتیازی علامت ہے۔ کہ کوئی شخص آسانی سے اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ اسی ملک۔ اسی آب و ہوا۔ اور اسی ماحول میں رہتے ہوئے۔ جس میں اور لوگ رہتے تھے۔ جماعت احمدیہ کا غیر معمولی طور پر طاعونی اموات سے بچائے جانا بتاتا ہے۔ کہ اس کے پیچھے خدا تعالےٰ کی قدرت کا زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے۔ اور درحقیقت یہ قدرت کا ہاتھ اسی لئے حرکت میں آیا۔ کہ وہ اپنے مسیح کی صداقت دنیا پر ظاہر کرے۔

اس کے مقابلہ میں دوالمیال میں ایک حقیر مرزا نامی تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشد ترین معاند تھا۔ اس نے بزعم خود خدا سے خبر پا کر ۷۔ رمضان ۱۳۲۱ھ کو یہ اعلان کیا کہ ابھی ایک ماہ نہیں گزرے گا۔ کہ احمدیت کا تمام تار و پود بکھر جائے گا۔ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اور مرزا صاحب پر سخت درجہ کی ذلت وارد ہوگی۔ خدا نے عرش سے اس ادعائے باطل کو سُنا۔ اور اس نے حقیر مرزا کو زندہ رکھا۔ تاکہ وہ اپنے دعوے کی بطالت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ چنانچہ مہینہ گزرا۔ دو مہینے گزرے۔ تین مہینے گزرے۔ چار مہینے گزرے۔ حتیٰ کہ قریباً سال گزر گیا۔ اور احمدیت کا وہ بال تک بیکا نہ کر سکا۔ اور اس نے

رسالہ "شان مصلح موعود" میں شیخ مصری کی افتراء پردازی

از جناب ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی پلیڈر گجرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود ایک مہتم بالشان پیشگوئی ہے۔ جس کا حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقدس و بابرکت وجود میں پورا ہونا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ناقابل تردید دلیل ہے۔ جس کے سامنے مخالفین و معاندین خلافت ثانیہ ہمیشہ الغریق یتشبث بالحشیش کی ضرب المثل کو پورا کرتے ہوئے عدد رجہ مضحکہ خیز اور رکیک تاویلات کر کے اشتباہ حق کی ناپاک کوشش کیا کرتے ہیں۔ اسی قسم کی انتہائی طور پر مضحکہ خیز اور ناکام کوشش شیخ عبدالرحمن مصری نے ایک رسالہ "شان مصلح موعود" میں حقیقی مصلح موعود کی مصلحیت کو مشتبہ کرنے کے لئے کی ہے۔ اور اپنے رسالہ کو ازابتدا تا انتہا ایسی کچی بے سروپا۔ فرسودہ اور پادر ہوا تاویلات سے بھر دیا ہے۔ کہ ہر منصف مزاج انسان صرف اس رسالہ کو ہی پڑھ کر اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ مخالفین حضرت محمود کے ہاتھ میں بجز آئیں بائیں شائیں کے اور کچھ نہیں۔ رسالہ مذکور میں شیخ مصری نے دعوےٰ کیا ہے۔ کہ اس نے علاوہ دیگر علماء اور مصنفین جماعت احمدیہ کے خاکسار خادم کی تقریر جلسہ سالانہ ۳۷ء مطبوعہ الفضل کو بھی بغور پڑھ کر یہ رسالہ لکھا ہے۔ لیکن میں پورے یقین اور کامل وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ اگر شیخ مصری کا یہ قول درست ہے۔ تو پھر رسالہ شان مصلح موعود لکھ کر اس نے عمداً اور دیدہ دانستہ خلق خدا کو دھوکہ دیکر گمراہ کرنے کی ناپاک حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ جس قدر بیہودہ اور بے بنیاد تاویلیں اس رسالہ میں ہمارے دلائل کے بالمقابل لکھی گئی ہیں۔ ان کا مسکت اور مکمل جواب بھی خاکسار کی تقریر جلسہ سالانہ مطبوعہ "الفضل" میں بتمام و کمال موجود ہے۔ پھر اگر شیخ مصری نے فی الواقعہ خاکسار کے دلائل کو پڑھ لیا تھا تو دیانت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ یا تو ان دلائل کو توڑ کر دکھاتا۔ یا یہ اقرار کرتا۔ کہ ان دلائل کا جواب فی الحال ہم نہیں لکھ سکتے۔ ہاں بعد مزید غور ان کا جواب دیا جائیگا۔ مگر شیخ مصری نے تو ہمارے دلائل کو اس طرح مخفی کیا ہے۔ کہ گویا وہ تھے ہی نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ شیخ مصری کی تلبیسات کا مکمل اور مبسوط جواب "الفضل" میں ایک مسلسل مضمون کے ذریعہ دوں۔ اور جب وہ خدا کے فضل سے مکمل ہو جائے۔ تو اس کو رسالہ کی صورت میں یکجائی شائع کیا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

شیخ مصری کا ذاتی حملہ

لیکن آج کی اشاعت میں میں شیخ مصری کی ایک افسوسناک حرکت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس نے اپنے رسالہ "شان مصلح موعود" میں خاکسار کی نسبت کی ہے۔ عربی کی ایک مشہور مثل ہے المرء یقیس علی نفسہ کہ انسان دوسروں کی حالت کو بھی اپنے اوپر ہی قیاس کر لیتا ہے۔ یعنی نیک فطرت انسان تو جب دوسرے کے متعلق کوئی قیاس کرتا ہے۔ اس کا قیاس اور ظن اپنی صلاحیت و پاکیزگی کے مناسب حال خیر اور نیک ہی ہوتا ہے اور اگر قیاس کرنے والا خود گندہ اور ناپاک ہو۔ تو وہ دوسرے کے دل کو بھی اپنی گندی اور ناپاک حالت کا آئینہ دار سمجھتے ہوئے ناپاک اور گندہ قرار دے لیتا ہے۔ پس ایک منافق انسان سے جس کا دل نفاق کی بیماری سے گندہ ہو چکا ہو۔ سوائے اس کے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح نفاق اور گند میں مبتلا قرار دے۔

شیخ مصری کی تحریر

رسالہ "شان مصلح موعود" کے صفحہ ۱۲۱ پر شیخ مصری خاکسار کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے جو ۱۴ فروری ۳۴ء کو احمدیہ ہوسٹل لاہور میں حضور سے ہوئی۔ اور جو "الفضل" ۲۷ فروری ۳۴ء میں درج ہے لکھتا ہے۔

"اس خیال کے قائلین میں سے کہ جناب خلیفہ صاحب مکرم کو ہی حضرت اقدس اس پیشگوئی (مصلح موعود) کا مصداق سمجھتے رہے ہیں۔ ایک دوست جناب عبدالرحمن صاحب گجراتی بھی ہیں۔ جماعت ان کے نام نامی سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ بڑے زور شور سے اس موضوع پر لیکچر بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ ۳۷ء کے جلسہ سالانہ پر اسی موضوع پر ان کی تقریر تھی۔ اور اس تقریر میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو یہ بتلایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود جناب خلیفہ صاحب کو ہی اس پیشگوئی کا مصداق سمجھتے رہے ہیں۔ لیکن کیا انکے دل میں بھی یہی عقیدہ ہے؟ یا ان کے دل کی گہرائیوں سے اس کے خلاف آواز اٹھ رہی ہے۔ اس کا پتہ ان کی اس گفتگو سے بخوبی لگ سکتا ہے جو انہوں نے جناب خلیفہ صاحب مکرم سے ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء کو کی تھی۔ اور جو اخبار "الفضل" مورخہ ۲۷ فروری ۳۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ گفتگو سوال و جواب کی صورت میں "الفضل" میں شائع ہوئی ہے۔ سوال خادم صاحب کی طرف سے ہے اور جواب جناب خلیفہ صاحب مکرم کی طرف سے۔ ان سوالوں میں خادم صاحب کا ایک سوال اور جناب خلیفہ صاحب مکرم کی طرف سے اس کا جواب ذیل کی شکل میں درج ہے۔

خادم صاحب:۔ حضرت مسیح موعود نے انجام آتھم میں صاحبزادہ مبارک احمد کی ولادت کی پیشگوئی فرماتے ہوئے ان کو تین کو چار کرنے والا قرار دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی:۔ "دراصل پیشگوئی کے ظہور میں آنے سے قبل اس کی پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے"۔ اب احباب اس سوال و جواب پر غور کر لیں۔ کہ کیا ان سے صاف نہیں پتہ لگ رہا۔ کہ خادم صاحب حضور کی کتب کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہونچے ہوئے ہیں۔ جس پر میں پہونچا ہوں۔ کہ حضرت اقدس مبارک احمد کو ہی اس پیشگوئی کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دنیا کو وہ بات کہی جاتی ہے۔ جو اپنی تحقیق اور ضمیر کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول بڑی لذت اور سرور کے ساتھ اپنا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے..... کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عیسائی کا ایک اعتراض پیش کیا۔ جو اس نے قرآن شریف کی کسی آیت پر کیا تھا۔ اور ساتھ ہی عرض کیا کہ حضور میں نے جواب تو دیا ہے۔ مگر میرا دل اس جواب پر پوری طرح مطمئن نہیں۔ خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضور نے میرے اس فقرہ کو سنکر بڑی حیرت و استعجاب میں فرمایا۔ کہ مولوی صاحب کیا کوئی شخص کسی کو ایسا جواب بھی دے سکتا ہے۔ جبکہ خود اس کا دل مطمئن نہ ہو دوستو! یہ وہ تقوےٰ ہے یہ وہ خشیت اللہ ہے جو حضرت مسیح موعود چاہتے ہیں کہ جماعت کے علماء دین کی باتوں کو دوسروں کے سامنے پیش کرتے وقت مدنظر رکھا کریں۔ اب دوست خادم صاحب اور خلیفہ صاحب کی گفتگو کو پڑھ کر خود ہی اندازہ لگا لیں۔ کہ کیا اس مسئلہ میں حقیقی خشیت اللہ کو مدنظر رکھا گیا ہے؟ اگر تو جناب خلیفہ صاحب مکرم خادم صاحب کی اس تحقیق کو غلط قرار دیتے اور فرماتے کہ فی الحقیقت حضرت اقدس کے منشاء کو غلط سمجھا ہے

حضرت اقدس نے ۲۰ ؍ فروری ۱۸۸۶ء کی مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ اس مخصوص علامت کو مبارک احمد پر ہرگز چسپاں نہیں کیا۔ تب بے شک خادم صاحب کو ایک حد تک حق پہونچ سکتا تھا۔ کہ اس کے بعد وُہ اپنی تحقیق کے خلاف کہتے۔ کیونکہ وُہ کہہ سکتے تھے کہ جناب خلیفہ صاحب مکرم کے جواب کے بعد میں نے اپنی پہلی رائے بدل لی۔ اور میری تحقیق اُن کی تحقیق کے تابع ہوگئی۔ لیکن یہاں تو یہ بات بھی نہیں جناب خلیفہ صاحب مکرم کا جواب بھی انہی کی تحقیق کی نہ صرف تصدیق کر رہا ہے۔ بلکہ اس کو اور بھی قوی بنا رہا ہے۔ جناب خلیفہ صاحب مکرم کے اس فیصلے کے دیئے جانے کے بعد کہ بے شک حضرت اقدس نے مصلح موعود کی علامت کا مصداق مبارک احمد کو ہی قرار دیا ہے۔ اگر خادم صاحب نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کی۔ تو کیا باقی علماء نے کی۔ افسوس! واقعات اس کا جواب نفی میں دیتے ہیں"۔

(رسالہ شان مسیح موعود صفحہ ۱۲۲ تا صفحہ ۱۲۶)

قارئین کرام! میں نے بغرضِ انصاف شیخ مصری کی عبارت متعلقہ کو اس خیال سے بتمام و کمال نقل کر دیا ہے کہ اس کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ کہ میرے مفہوم کو بگاڑ کر پیش کیا ہے اور یہ کہ میرا اس تحریر سے وُہ مقصد نہ تھا۔ جو اس سے اخذ کیا گیا۔ اس تحریر کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مصری نے خاکسار پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ میں بظاہر تو پبلک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو مصلح موعود قرار دیتا۔ اور اس کی تائید میں لیکچر بھی دیتا ہوں۔ مگر دراصل دل میں حضور کو مصلح موعود نہیں سمجھتا۔ گویا معاذ اللہ! میں بھی شیخ مصری کی طرح درپردہ منافق ہُوں۔

احباب کرام! میں حیران ہُوں کہ شیخ مصری کو خاکسار خادم کی زندگی میں اس صریح کذب بیانی اور مغالطہ آفرینی کی جُرأت کیونکر ہُوئی؟ مجھے وہ رہ کر تعجب آتا ہے۔ کہ شیخ مذکور کو خدا کا خوف نہ سہی دُنیا کا ہی کچھ خیال ہوتا۔

اصل حقیقت

اب میں اصل حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جس کا حوالہ دے کر شیخ مصری نے ناواقف لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے بات یہ ہے۔ کہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں جب میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے بغرضِ مناظرہ منگلور جاتے ہُوئے حیدر آباد (دکن) میں مقیم تھا۔ تو میں نے "الفضل" ۱۹ ؍ ستمبر ۱۹۳۳ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی مکرمی مولوی فخر الدین صاحب ملتانی کے ساتھ ایک گفتگو کی رپورٹ پڑھی جس میں مصلح موعود والی پیشگوئی کے متعلق مولوی صاحب موصوف کے جواب میں حضرت امیر المومنین کی طرف بعض ایسے فقرات منسوب کئے گئے تھے۔ جن کے پڑھنے سے میرے دل میں خیال پیدا ہُوا کہ "الفضل" کی یہ رپورٹ درست طور پر شائع نہیں ہُوئی۔ کیونکہ اس سے پیشتر میں نے خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے اس کے متعلق استفسار کرکے مفصل جواب پا لیا تھا۔ جو مندرجہ بالا ڈائری کے خلاف تھا۔ اس لئے میں نے دل میں ارادہ کیا۔ کہ اس سفر سے واپسی پر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور سے اس مسئلہ کے متعلق دوبارہ استفسار کرونگا۔ چنانچہ اس ڈائری کے شائع ہونے کے معاً بعد حضور کی طرف سے الفضل میں تردیدی نوٹ بھی شائع ہوگیا۔ کہ مولوی فخر الدین صاحب ملتانی کے سوال کے جواب میں جو کچھ حضور نے فرمایا تھا۔ وُہ درست طور پر شائع نہیں ہُوا۔ جس سے مجھے گونہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ لیکن اس نوٹ میں بھی بالوضاحت یہ ذکر نہ تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین نے دراصل کیا فرمایا تھا۔ اور یہ کہ حضور نے اپنے آپ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ میرے اس سفر سے واپس پنجاب آنے کے بعد حسنِ اتفاق سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سفر مالیر کوٹلہ سے واپسی پر احمدیہ ہوسٹل لاہور میں فروکش ہوئے میں نے حاضرِ خدمت عالیہ ہو کر حضور سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضور اپنے آپ کو مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق خیال فرماتے ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ "ہاں"۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ حضور کو اس بارے میں کوئی شبہ تو نہیں؟ حضور نے فرمایا۔ "نہیں"

پھر میں نے اس کو زیادہ صاف کرنے اور غیر مبایعین کے پیدا کردہ مختلف شبہات کے ازالہ کی نیت سے بعض اور استفسار بھی کئے۔ جن کے جواب حضور نے ازراہِ شفقت بعینہٖ اسی طرح ارشاد فرمائے۔ جس طرح ابتداء سے خاکسار کا اپنا عقیدہ خود حضور کے سابقہ ارشادات و تعلیمات کی بناء پر تھا۔ میری غرض ان استفسارات سے اپنی تسلی ہرگز نہ تھی کیونکہ اس سے قبل میں خود حضور کی زبانِ مبارک سے کئی مرتبہ نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں سُن چکا تھا کہ حضور ہی پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ بلکہ میری غرض صرف یہ تھی۔ کہ "الفضل" میں شائع شدہ ڈائری ۱۹ ؍ ستمبر ۱۹۳۴ء کی مفصل تردید ہوجائے۔ اور یہ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا مذہب اس پیشگوئی کے متعلق صاف اور ناقابلِ تاویل الفاظ میں شائع ہوجائے۔ تا اُن پیغامیوں کا مونہہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے جو عوام کو یہ کہہ کر دھوکا دیتے رہتے ہیں۔ کہ جس صورت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے خود کبھی مصلح موعود ہونے کا دعوے نہیں فرمایا۔ پھر آپ کے متبعین کیوں حضور کو مصلح موعود قرار دیتے ہیں؟ چنانچہ میں نے اُسی وقت وہ تمام گفتگو جس طرح ہوئی تھی لکھ کر حضور کی خدمت میں بغرضِ تصدیق پیش کی۔ حضور نے اُسے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ "درست ہے"۔ تب میں نے اسے بغرضِ اشاعت "الفضل" میں بھیج دیا۔ جو "الفضل" ۲۷ ؍ فروری ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئی۔ جس کا حوالہ شیخ مصری نے اپنے رسالہ "شانِ مصلح موعود" میں دیا ہے۔

میرے استفسار کی اصل غرض

اب ظاہر ہے۔ کہ جو استفسار میں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے کیا۔ وُہ ہرگز اس بناء پر نہ تھا۔ کہ گویا خود میرے دل میں کسی وجہ سے یہ شبہ تھا۔ کہ آیا حضور "مصلح موعود" ہیں یا نہیں؟ یا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کو کیوں "تین کو چار کرنے والا" قرار دیا ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ اس شائع شدہ گفتگو سے کئی سال پہلے سے خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی کی تعلیم کے مطابق اس مسئلہ کے متعلق خاکسار کا وُہی عقیدہ تھا۔ جو اس وقت میرا عقیدہ ہے۔ اور میرے اس عقیدہ کی تاریخ حضور سے بلا واسطہ تعلیم ہی سے شروع نہیں ہُوئی۔ بلکہ اس سے بھی پہلے میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کا بالاستیعاب۔ اور بغور مطالعہ کرکے اس کو اخذ کیا۔ اور پھر محوّلہ بالا شائع شدہ گفتگو سے کئی سال پہلے جب اپنے آقا و مطاع حضرت فضل عمر سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضور نے اس کی تصدیق فرما دی۔ جس کے بعد میں اس عقیدہ پر علےٰ وجہ البصیرت قائم ہوگیا۔ مگر یہ بات "الفضل" ۲۷ ؍ فروری ۱۹۳۴ء میں شائع شدہ گفتگو سے بہت عرصہ پہلے کی ہے۔

اس شائع شدہ گفتگو کے وقت میرے دل میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ نہ کسی شک وشبہ کا ازالہ اس وقت مقصود تھا۔ بلکہ محض حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے عقیدہ کو شائع کرنا مقصود تھا۔ تاکہ کسی مخالف کے لئے کوئی شبہ پیدا کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ نیز یہ بھی مدنظر تھا کہ تا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مصلح موعود ہونے کا غیر مشروط دعوےٰ پڑھ کر کوئی مخالف یہ نہ کہہ سکے۔ کہ ممکن ہے سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذہن میں اس دعوےٰ کے وقت انجام آتھم کی عبارت نہ تھی۔ لہٰذا میں نے وہ عبارت بھی جو مخالفین پیش کیا کرتے تھے۔ حضور کے سامنے پیش کر کے حضور کی زبان مبارک سے اس کی مدلل و معقول تشریح بھی کرالی۔ اور اس طرح سے مصری اور ہیچو قسم کے دوسرے مخالفین مصلح موعود کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہنے دیا۔

اس گفتگو کو جو خاکسار اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے درمیان ہوئی شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ کہیں بھی نہ پاؤ گے۔ کہ میں نے یہ کہا ہو کہ مجھے اس معاملہ میں کچھ شبہ ہے۔ یا یہ کہ فلاں بات میری سمجھ میں نہیں آئی ہرگز نہیں قطعاً نہیں۔ پھر تعجب ہے کہ شیخ مصری نے کس بناء پر مجھ پر یہ الزام لگانے کی جرأت کی۔ کہ گویا میرا اول سے تو یہ مذہب نہیں۔ کہ حضور مصلح موعود ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر میں ایسا کہتا ہوں پھر میں کہتا ہوں کہ اگر بغرض بحث یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ اس شائع شدہ گفتگو سے پہلے میرے دل میں کوئی شبہ تھا۔ تو اس سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت امیر المومنین کے واضح غیر مبہم اور مدلل جواب کے بعد بھی میرے دل میں وہ فرضی اور مزعومہ شبہ باقی رہا۔ پھر کس بناء پر بدقسمت مصری کو یہ لکھنے کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ "جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کی تقریر میں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مصلح موعود ہونا ثابت کرنے کے لئے جو کچھ کہا وہ میری "اپنی تحقیق اور ضمیر کے بالکل برخلاف تھا"

اصل بات یہ ہے کہ شیخ مصری اپنی فطرت کے مطابق دوسروں کو بھی اپنے اوپر ہی قیاس کرنیکا عادی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو جو الزام جماعت احمدیہ کے افراد اور ان کے مقدس امام پر وہ لگا رہا ہے۔ درحقیقت وہ سب اس کی اور اس کے اقرباء کی اپنی حالت ہی کے آئینہ دار ہیں۔

شیخ مصری کے مندرجہ بالا طویل اقتباس سے شیخ مذکور کی بدحواسی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں کبھی تو یہ کہتا ہے۔ کہ خادم گجراتی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے جواب کے بعد اپنا عقیدہ تبدیل کیوں نہ کیا؟ اور کبھی یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے جواب میں جو کچھ فرمایا۔ وہ خادم کی اپنی تحقیق کی تصدیق کرتا تھا۔ بلکہ اس کو اور بھی زیادہ قوی کرتا تھا تو پھر میرے لئے اپنی سابقہ تحقیق کے تبدیل کرنے کا کونسا موقعہ تھا۔

حدیث نبوی سے ایک مثال

شیخ مصری تو شائد عداوت حق کے باعث اپنے سرمایۂ علمی سے بکلی تہی دست ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے کوئی کوئی دلیل دے کر سمجھانا تو بے سود ہے۔ لیکن اہل انصاف کی آگاہی کے لئے بخاری شریف کی ایک حدیث کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ حدیث صحیح میں ہے۔ ایک دفعہ یہ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ ایک بدوی نما شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ کہ ما الایمان (ایمان کیا ہے؟) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے جواب میں ایمان کی تعریف بیان فرمائی پھر وہ شخص اٹھ کر چلا گیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ یہ شخص کون تھا۔ تو صحابہ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ تو حضور نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا۔ اور اس غرض سے آیا تھا۔ کہ لیعلمکم ایمانکم (تا تم کو تمہارے ایمان کا سبق دے)

گویا حضرت جبریل علیہ السلام کا مقصد ایمان کے متعلق سوال کرنے سے یہ نہ تھا۔ کہ ان کو خود ایمان کی ماہیت کا علم نہ تھا۔ یا یہ کہ ایمان کے بارے میں خود ان کو شبہ تھا۔ بلکہ یہ غرض تھی۔ کہ تا اس سوال سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ایمان کی ماہیت اپنے صحابہ کے سامنے بیان کرنے کی ایک تقریب پیدا کی جائے۔

پس ثابت ہوا کہ محض کسی معاملہ میں سوال کرنے سے سائل کے اپنے شبہات کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات دوسروں کے فائدہ کے لئے ایک علمی مسئلہ کی وضاحت کرانا بھی مقصود ہوتا ہے۔ سو بعینہٖ اسی طرح میرا مقصود بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے مصلح موعود کی پیشگوئی اور اس کے متعلقہ اعتراضات کی مکمل و مدلل وضاحت کرانا تھا۔ اپنے شکوک وشبہات کا اظہار کرنا نہ تھا۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اس سے ایک عرصہ قبل میں خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے کئی مرتبہ سن چکا تھا۔ کہ حضور ہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے مصداق اور مصلح موعود ہیں۔ اور یہ کہ اس کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے۔ وہ محض بے بنیاد تاویلات ہیں۔ جن کا باعث سوائے "عداوت محمود" کے اور کچھ نہیں۔

شیخ مصری کا تلبیس حق

باقی رہا میرے سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا انجام آتھم والی پیشگوئی میں "وہ تین کو چار کرنے والا" کے متعلق فرمانا کہ "پیشگوئی کے ظہور میں آنے سے قبل اس کی پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔" سو اس پر شیخ مصری کے لئے اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے اسی رسالہ "شان مصلح موعود" کے صفحہ ۲۹۳ تا صفحہ ۲۹۹ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحقیق کی مکمل طور پر تصدیق کرتا ہے۔ پس شیخ مصری کا باوجود اس اقرار کے "مصلح موعود" کی شان کو ناواقف لوگوں پر مشتبہ کرنے کے لئے بار بار انجام آتھم و تریاق القلوب کا حوالہ پیش کرنا محض تلبیس حق ہے جس کا پول انشاء اللہ العزیز کسی اور موقعہ پر کھولا جائے گا۔

تحریک جدید کے وعدے جلد پورے کئے جائیں

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے جن مخلصین نے تحریک جدید سال پنجم کی قربانیوں میں حصہ لیا ہے۔ یا بعض وہ جنہوں نے سال پنجم کے ساتھ اپنے گزشتہ سالوں کے بھی وعدے اس لئے کئے ہیں۔ کہ ان کا نام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزاروالی حقیقی الٰہی فوج میں آجائے۔ انہیں یہ ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ان کا نام اس فوج میں تبھی آسکتا ہے۔ جبکہ ان کا وعدہ سو فیصدی پورا ہو جائے کیونکہ اصل چیز تو قول کے بعد فعل ہے پس احباب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مارچ کے آخر میں تحریک جدید کے پانچویں سال میں سے چار ماہ ختم ہو جائیں گے۔ اور پانچواں شروع ہوگا۔ کہ وہ احباب جن

اہم ملکی حالات اور واقعات

ہندوستان کی نئی تقسیم کی تجویز

۲۵ مارچ میرٹھ میں ڈویژنل مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس میں نواب زادہ لیاقت علی خان سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے بحیثیت صدر جو خطبہ پڑھا۔ اس میں کہا۔ اگر ہندو اور مسلمان ہندوستان میں مصالحت کے ساتھ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ تو پھر ملک کو مذہب اور تمدن کے اصول پر تقسیم کرنے ہی سے اس مشکل کا حل ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس امر کی وضاحت کی کہ کس طرح صوبائی خودمختاری کے نفاذ کے بعد مسلمانوں کی حالت زبون ہو گئی ہے۔ اور مجوزہ فیڈریشن کے نفاذ سے ان کی حیثیت غلامانہ صورت اختیار کر جائے گی۔ آپ نے اس امر کا اظہار کیا۔ کہ کانگرس کے قبول وزارت کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی روز افزوں خامیاں اظہر من الشمس ہو گئی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب کانگرس نے برطانوی استعماریت کے خلاف جنگ ترک کر دی ہے۔ تو دوسری طرف گورنروں نے کانگرس کی ہمنوائی میں اپنے خاص اختیارات کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ کیا ہم یہ کہیں کہ کانگرس اور وائٹ ہال کے درمیان کوئی معاہدہ ہو گیا ہے۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا کہ میں ایک ایسے آزاد ہندوستان کا خواہاں ہوں۔ جس میں مسلمانوں کو اختیار اور آزادی حاصل ہو۔ کیونکہ مسلمان فرقہ نہیں۔ بلکہ ایک قوم ہے۔ گو ہندو اور مسلمان ایک ہی ملک میں رہتے ہیں۔ لیکن ان کی طرز رہائش جدا جدا ہے۔ کیونکہ ان کا مذہب تمدن اور تہذیب جدا جدا ہیں۔ مسلمان اس نام نہاد قومیت کی حمایت نہیں کر سکتے جو ہندوؤں نے یورپ سے حاصل کی ہے۔ ان حالات کے ماتحت مسلمان کس طرح ہندوستان میں رہنے کے قابل ہو سکتے ہیں؟ اگر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں کہیں کہیں تبدیلیاں کر دی جائیں۔ تو وہ پھر بھی باعزت طور پر نہیں رہ سکتے۔ جب تک مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا یقین نہ دلایا جائے ملک میں امن وسکون کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔

ہندو جو اس وقت باقتدار ہیں۔ اپنے قدیم خیالات کی بنا پر ہندوستان کو کسی شکل میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان جن کے پاس ماضی کی روایات اور اپنے معتقدات ہیں۔ ہندوؤں کے اس منصوبہ کو خوشی سے قبول نہیں کر سکتے۔ اس ناممکن الاصلاح صورت حال کا حل اب صرف یہی رہ گیا ہے۔ کہ ہر قوم کو اپنی اپنی ترقی کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ یہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان کسی اور طریقے سے مفاہمت اور باعزت طور پر اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ تو پھر ملک کو مذہب اور تمدن کے اصول پر مناسب طریق سے تقسیم کرنے سے یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ جس سے ہر قوم بغیر کسی کی مداخلت کے آزادی کے ساتھ ترقی کر سکتی ہے۔ لیکن ہندو اس تجویز کا خیر مقدم نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں حکمرانی کی آرزو ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو اسلامی روایات کے مطابق رہنے کی اجازت دینا گوارا نہیں کر سکتے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے تازہ اجلاس کی روئیداد

میرٹھ میں ۲۶ مارچ کو نواب محمد اسماعیل خان پریذیڈنٹ یو۔پی مسلم لیگ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ

"چونکہ مسلم لیگ مجوزہ فیڈرل سکیم کو جس کا خاکہ جدید گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں دیا گیا ہے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور صوبائی خودمختاری کے تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ صوبائی حکومتیں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ابتدائی شہری حقوق کی حفاظت کرنے میں قطعی طور پر ناکام رہی ہیں۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے دل میں اپنے مستقبل کے متعلق طرح طرح کے شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ مسلم لیگ کے پٹنہ سشن کے فیصلہ کے مطابق یہ کونسل ماہرین آئین کی طرف سے پیش کی گئی مختلف سکیموں پر غور و خوض کرنے کے لئے پریذیڈنٹ اور مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کرتی ہے۔

مسٹر محمد علی جناح۔ سر سکندر حیات خان۔ سید عبدالعزیز۔ سر خواجہ ناظم الدین۔ سر عبداللہ ہارون۔ سردار اورنگ زیب خان۔ نواب زادہ لیاقت علی خان۔

یہ کمیٹی نئے آئین کا موزوں ترین نعم البدل تلاش کرے گی جس کی بدولت مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ کونسل قرار دیتی ہے۔ کہ یہ کمیٹی اس سلسلہ میں بہت جلد رپورٹ پیش کرے گی

مسلم لیگ ورکنگ کونسل نے ریاستوں کے متعلق مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا ہے۔

"ریاستی نظم و نسق پر قابو حاصل کرنے کے لئے کانگرس اور دوسری ہندو آرگنائزیشنوں نے انقلابی اور تخریبی سرگرمیاں اختیار کر رکھی ہیں۔ مسلم لیگ ورکنگ کونسل انہیں تشویش کی نظروں سے دیکھتی ہے۔ خصوصاً ریاستوں کے مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق کونسل کو سخت تشویش ہے۔ اس لئے یہ کونسل ریاستی مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہے۔ کہ وہ اپنے حقوق اور مفاد کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو مؤثر طور پر منظم کریں

اس کے بعد سکرٹری نے ودیا مندر ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں اپنے سی۔پی کے دورہ کی رپورٹ پیش کی۔ ورکنگ کونسل نے اس سلسلہ میں بھی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں ودیا مندر سکیم کے متعلق سی۔پی کے مسلمانوں کی سرگرمیوں پر اظہار پسندیدگی کیا گیا ہے۔ اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ سی۔پی کے مسلمانوں نے اپنی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے جو ایسوسی ایشن بنائی ہے۔ اس کی مدد کریں۔

چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کا انتباہ سفارش کرنیوالوں کو

۲۵ مارچ لاہور میں پنجاب سول سروس جوڈیشل برانچ کے سالانہ ڈنر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے اس امر پر خاص طور پر زور دیا۔ کہ ججوں کی آزادی میں مداخلت گورنمنٹ کے تمام سسٹم کو دھکا لگائے گی۔ اور اگر اس رواج کو بند نہ کیا گیا۔ تو ہندوستان میں سیلف گورنمنٹ کا مستقبل روشن نہیں ہو سکتا۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے سر ڈگلس ینگ نے کہا۔ کہ کچھ عرصہ سے سفارش کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ جہاں کہیں بھی میں گیا۔ یہ بات میرے نوٹس میں لائی گئی۔ کہ بڑے بڑے آدمی مقدمات کے فیصلوں کے سلسلہ میں جوڈیشل افسروں سے ملتے ہیں۔ جن اصحاب کو صوبہ میں اثر و رسوخ حاصل ہے۔ میں ان لوگوں سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو کم قابل اعتراض طریقہ سے استعمال کریں۔ اور جوڈیشل افسروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔

اس قسم کے خلاف قانون طریقہ سے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ انہیں توہین عدالت کے جرم میں سزا ہو سکتی ہے۔ اور ایسے کیسوں میں ہائی کورٹ اتنی سخت سزا دیگا۔ جتنی کہ قانون کے ماتحت دی جا سکتی ہے۔ میں جوڈیشل افسروں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص ان کے پاس اس قسم کی سفارش لے کر آئے تو وہ فوراً ہائیکورٹ کو مطلع کریں۔ تا کہ ان کے خلاف سخت کارروائی کی جا سکے۔

اچھوتوں میں بعض ہندوؤں کا غلط پروپیگنڈا

لاہور ۲۶ مارچ معلوم ہوا ہے۔ لاہور کے بعض آسودہ حال اور صاحب اقتدار ہندوؤں نے اچھوتوں سے کہا ہے۔ کہ جو ہری جن حیدرآباد میں ستیہ گرہ کرنے کیلئے جائیں گے۔ ان کے کنبے کو چند روپے ماہوار بطور امداد دیئے جائیں گے۔ اسی طرح حکومت پنجاب کے خلاف ان کو بھڑکانے کیلئے کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعظم نے کہا تھا۔ کہ اگر سرکاری افسر اچھوتوں سے بیگار لیں تو اچھوت پنجاب سے ہجرت کر جائیں حالانکہ وزیر اعظم نے یہ کہا تھا۔ کہ حکومت پنجاب نے تمام سرکاری حکام کے نام انتباہی سرکلر جاری کئے ہیں۔ جن میں بیگار لینا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر کسی افسر کے خلاف اب بھی بیگار لینے کی

مغربی سیاسیات میں اتار چڑھاؤ

جمہوری حکومتوں کی گفت وشنید

لنڈن ۲۶ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حفاظت کے مشترکہ اعلان کے متعلق مختلف جمہوری طاقتوں میں گفت وشنید جاری ہے اس سلسلہ میں انگلستان اور فرانس کی گفت وشنید پر گہرے اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ لنڈن میں فرانس کے پریذیڈنٹ اور ایم بونٹ وزیر خارجہ خاص طور پر گفت وشنید کرنے کے لئے آئے تھے۔

روسی سفیر مقیم لنڈن گذشتہ چند دنوں میں دفتر خارجہ میں کئی ملاقاتیں کر چکا ہے گذشتہ رات پولینڈ کے سفیر نے لارڈ ہیلی فیکس سے ملاقات کی۔ اور پولینڈ کے رویہ کو زیادہ واضح کیا۔ آئندہ ہفتہ مسٹر رابرٹ ہڈسن جو وارسا اور ماسکو میں تجارتی گفت وشنید کے علاوہ اس مسئلہ پر بات چیت بھی کرتے رہے ہیں۔ لنڈن پہنچ جائیں گے اور ان کی بات چیت کی روشنی میں صورت حالات پر مزید غور ہو سکے گا۔ پولینڈ کے وزیر خارجہ کرنیل بیک بھی ۳ اپریل کو لنڈن آ رہے ہیں۔ لارڈ ہیلی فیکس یورپین ممالک کی صورت حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے یہ ہفتہ لنڈن میں ہی رہیں گے۔

فرانس کے اخبارات نے جمہوریتوں کے متحدہ محاذ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ جمہوریتوں کو زیادہ زوردار اور فوری کارروائی کرنی چاہئے ایک اور اخبار نے لکھا ہے کہ جرمنی کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لئے پُرامن طاقتوں کو دستاویزات کے علاوہ ہتھیاروں کی بھی ضرورت ہے۔

جنرل فرانکو کا اعلان

چونکہ ابھی تک میڈرڈ پر جنرل فرانکو کا قبضہ نہیں ہوا اس لئے وہ عنقریب بہت بڑی تیاری کے ساتھ حملہ کر کے اسے مفتوح کرنے والا ہے۔ اس دوران میں اس نے ایک تقریر کی جس میں کہا۔ آج جبکہ میں اپنی آخری فتح کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ میں نئے سپین کے مستقبل کے بارے میں دنیا کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس سلسلہ میں ایک بات واضح کر دوں سپین میں اٹلی اور جرمنی کو جنگی محاذ قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی میں نے جرمنی اور اٹلی سے اس بارے میں معاہدہ کر کے ان سے یہ وعدہ لیا ہے۔ کہ سپین کو سپین کے لوگوں کے لئے چھوڑ دیا جائے گا۔ سپین کی ایک انچ زمین پر بھی کسی غیر ملکی طاقت کا تسلط نہیں ہوگا۔ ہم قوم پرستوں نے جنگ اس لئے کر دی تھی۔ کہ ہم سپین کو بہتر بنانا چاہتے تھے۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم سپین کو بہتر بنائیں۔ ہماری اس نئی سرزمین میں نفرت کو کوئی دخل نہیں ہوگا۔ ہماری فوجوں نے جو ۲ لاکھ ۳۰ ہزار قیدی پکڑے ہیں وہ ہماری رحمدلی کی گواہی دیں گے۔ ہم نے ایک بھی قیدی سے نازیبا سلوک نہیں کیا۔ ہمیں انتقام کی خواہش نہیں ہے۔ ہم نفرت کرنا نہیں جانتے۔

مسولینی کا جمہوری حکومتوں کو چیلنج

۲۶ مارچ۔ اٹلی کے ڈکٹیٹر سینو مسولینی نے روما میں وہ تقریر کی جس کا کئی دنوں سے بشدت انتظار کیا جا رہا تھا۔ اس تقریر میں سینو مسولینی نے فرانس کے سامنے اپنے مطالبات پیش کر دیئے جو تیونس۔ جیبوتی اور نہر سویز کے متعلق ہیں۔ اور کہا کہ اگر فرانس نے انہیں تسلیم نہ کیا۔ تو دونوں ممالک کے درمیان اختلاف کی خلیج اس قدر وسیع ہو جائے گی۔ کہ اسے پاٹنا ناممکن ہو جائے گا۔

مسولینی نے کہا کہ اطالیہ نے گذشتہ دسمبر میں جو یادداشت حکومت فرانس کو بھیجی تھی۔ اس میں اطالیہ کے مطالبات کا با وضاحت ذکر کر دیا گیا تھا۔ فرانس کو پورا اختیار ہے کہ وہ یہ مطالبات تسلیم کرنے سے انکار کر دے لیکن اس کے بعد جو بگاڑ پیدا ہو جائیگا اور اختلاف کی خلیج وسیع ہو جائے گی۔ اس کی ذمہ داری اطالیہ پر عائد نہیں ہوگی۔ اور فرانس کو پھر شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں رہے گا۔

سینو مسولینی نے کہا کہ ہمیشہ رہنے والا امن تہذیب کے لئے سخت خطرناک ہوتا ہے۔ بایں ہمہ ترقی کے لئے اطالیہ دیرپا امن کا خواہاں ہے۔ لیکن جب تک اطالیہ کے جائز مطالبات تسلیم نہیں کئے جاتے اطالیہ ایسے امن کے لئے پیش قدمی نہیں کرے گا۔

سلسلہ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مسولینی نے کہا کہ جرمنی اور اٹلی کی دوستی کی بے ثباتی اور ناپائیداری کے متعلق طرح طرح کی فضول افواہیں مشہور کی جا رہی ہیں۔ لیکن اس قسم کی فضول افواہیں ہمارے نزدیک بچوں کی باتوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جرمنی اور اطالیہ کا اتحاد ہمارے مہذب ممالک کے اتحاد سے بالکل مختلف ہے جرمنی اور اطالیہ کا اتحاد۔ دو حکومتوں کا دوستانہ اتحاد نہیں بلکہ دو انقلابوں کا ملاپ ہے۔

چیکوسلواکیہ کا ذکر کرتے ہوئے مسولینی نے کہا کہ اس کا جو حشر ہوا ہے وہ ناگزیر تھا جمہوری ممالک اس پر جو شور مچا رہے ہیں وہ بے معنی ہے۔ اطالیہ اس معاملہ میں کسی قسم کی ریاکاری سے کام نہیں لینا چاہتا۔

ڈکٹیٹر حکومتوں بالخصوص جرمنی اور اطالیہ کے مقابلہ میں جمہوری حکومتوں کی طرف سے متوقع مشترکہ اعلان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سینو مسولینی نے کہا۔ کہ اگر نام نہاد امن پسند حکومتوں نے ڈکٹیٹر حکومتوں کو کوئی دھمکی دی تو ان کا چیلنج بخوشی قبول کیا جائے گا۔ اور ہر دور میں زبردست مقابلہ کیا جائے گا۔

اپنی تقریر کے آخر میں مسولینی نے اعلان کیا۔ کہ ہمیں اب زیادہ توپیں۔ زیادہ ہتھیار زیادہ طیارے زیادہ جنگی جہاز بنانے کی ضرورت ہے۔ خواہ اس کام میں ہمیں کتنا ہی خرچ کیوں نہ کرنا پڑے۔ اگر اس تیاری میں ہمیں اپنی موجودہ "مہذب زندگی" بھی ختم کرنی پڑے تو ہم اس سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

بحیرہ روم تک پہنچنے کیلئے جرمنی کی سکیم

میڈم ٹیباٹس نے جو جرمنی اور مرکزی یورپ کی سیاسیات سے خاص واقفیت رکھتی ہیں ایک مضمون میں نازی لیڈروں کی تیار کردہ ایک سکیم کا ذکر کیا ہے جس کا مقصد جرمن کو براہ راست بحیرہ روم سے ملا دینا ہے تا بحیرہ روم تک اس کے جہازوں کے لئے کسی مزاحمت کا احتمال ہی نہ رہے۔ اور چیکوسلواکیہ پر جرمن کے قبضہ سے اس سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بہت آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ دریائے ڈینیوب سے ایک نہر نکال کر اسے بحیرہ روم سے ملا دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جرمن کے جہازوں کو بحیرہ اسود اور آبنائے ڈاڈنلز میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ سیدھے اس نہر میں سے ہو کر بحیرہ روم تک پہنچ سکیں گے۔ اس نہر کی تیاری سے جرمنی کے لئے جنوب مشرقی یورپ پر اپنا اثر و اقتدار قائم کرنا بھی نسبتاً آسان ہو جائے گا۔

مختلف ممالک کی ہوائی طاقت کے متعلق کرنل لینڈبرگ کی خفیہ رپورٹ

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مشہور ہوا باز کرنل لینڈبرگ یورپ کی مختلف حکومتوں کی ہوائی طاقت کے متعلق خفیہ طور پر تحقیقات کر رہے تھے۔ اس تحقیق کی رپورٹ ایک امریکن اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جنگ یورپ کے بعد طاقتوں کا جو توازن قائم ہوا تھا۔ وہ اٹلی۔ جرمنی اور روس نے وسیع پیمانے پر جنگی ہوائی جہاز بنا کر تباہ کر دیا ہے برطانیہ اور فرانس کی ہوائی طاقت ان کے مقابلہ میں خطرناک طور پر کم ہے۔ علاوہ ازیں برطانیہ اور فرانس

خلافت جوبلی فنڈ کیلئے جماعت احمدیہ امرتسر کی مخلصانہ قربانی

خلافت جوبلی فنڈ کی مرکزی کمیٹی نے بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور۔ ہر سہ شہروں سے خلافت جوبلی فنڈ کی نگرانی کا کام خاکسار کے سپرد فرمایا۔ جس کی تعمیل میں خاکسار بٹالہ کے چندے کا کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکا ہے۔ اس کے بعد امرتسر شہر سے اس فنڈ کے وعدے لینے کے لئے خاکسار معہ منشی محمد الدین صاحب ملتانی مختار عام صدر انجمن احمدیہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو گیا۔ اور ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امرتسر کے مکان پر اترا اور ان سے مشورہ کے بعد ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن فنانشل سکرٹری امرتسر سے ملا۔ پھر پروگرام بنا کر کام شروع کیا گیا۔ اور جمعہ کی نماز تک بعض احباب سے ملاقات کی۔ پھر خطبہ جمعہ میں تمام احباب جماعت جمع ہوئے ان سے اس فنڈ کی اہمیت اور ان کی ذمہ واری پر کچھ بیان کیا۔ نماز کے بعد بہت سے احباب نے وعدے لکھوائے اس کے بعد رات کے ۹ بجے تک ہم بعض احباب کے گھروں پر گئے۔ اور اس طرح ہم نے ایک دن میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اپنا کام خیر و خوبی سے ختم کیا۔ اور میں اس اعلان میں نہایت مسرت محسوس کرتا ہوں۔ کہ امرتسر کے احباب نے صرف ایک دن میں نہ صرف اپنے اس بجٹ کو پورا کر دیا۔ جو ان کے ذمہ مرکزی کمیٹی نے لگایا تھا۔ بلکہ اس سے زیادہ رقوم کے وعدے لکھوائے حالانکہ ابھی دس بارہ دوست باقی ہیں۔ جن کے متعلق امید کی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنے وعدوں سے خاکسار کو اپنے فنانشل سکرٹری صاحب کی معرفت اطلاع دیں گے

امرتسر شہر کے ذمہ مرکزی کمیٹی نے ان کے سالانہ چندوں کے بجٹ کو مد نظر رکھ کر مطابق قواعد چار ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی تھی۔ مگر نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ احباب نے اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے۔ ایک ہی دن میں چار ہزار ستاسی روپے کے وعدوں سے ہمیں خوش وقت فرمایا۔

ہمارے امرتسر پہنچنے سے پیشتر دوستوں نے فنانشل سکرٹری صاحب کو جو وعدے لکھائے تھے۔ وہ دو ہزار روپیہ کے لگ بھگ تھے۔ اس حساب سے ہمارے امرتسر پہنچنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ خدا کے فضل و کرم سے دو ہزار روپیہ سے زیادہ کے وعدے لکھوائے گئے۔ اور ان کی ادائیگیوں کا پختہ وعدہ کیا۔ اور ادائیگیوں کی تاریخیں مقرر کر دی گئیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا

وعدوں میں اضافے

نماز جمعہ کے بعد جب احباب کو اس فنڈ کی اہمیت محسوس ہوئی تو انہوں نے اس چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ایسا حیرت انگیز قربانی کا نمونہ دکھایا۔ کہ مجھے جو کہ یہ تحریک کرنے کے لئے گیا تھا۔ شرم محسوس ہونے لگی۔ کہ میں جو انہیں تحریک کرتا ہوں۔ قربانی میں ان کی آخری صف میں بھی بیٹھنے کے قابل نہیں۔ ایک ایک کر کے دوست جوش سے بڑھتے اور اپنی استطاعت سے زیادہ چندہ لکھواتے سب سے پہلے میاں عبدالرحیم صاحب ورق ساز نے جو وہاں کے ایک سکول میں چپراسی ہیں۔ ایک سو روپیہ دینے کا اعلان کیا۔ اور اسی وقت قادیان میں صدر انجمن کے خزانہ کے نام اپنی امانت سے ایک سو روپیہ کا چیک لکھ دیا۔ وہ پہلے دے چکے تھے۔ اسی طرح میاں عطاء اللہ صاحب وکیل امرتسر نے باوجود اپنے اخراجات کی فراوانی کے نہایت فراخدلی سے اپنے سابقہ وعدہ کو دوگنا کر دیا۔ یعنی مبلغ نوسو روپیہ کی رقم ان کے نام لکھی گئی۔ اسی طرح میاں عبدالرشید صاحب جو لاہور کی میاں فیملی میں سے ہیں ان کا وعدہ دس روپیہ کا تھا۔ مگر جب ہم ان کے مکان پر پہنچے اور وہاں مختصر طور پر اس فنڈ کی اہمیت بیان کی تو انہوں نے اپنا چندہ بیس گنا کر دیا۔ اسی طرح ان کے داماد ڈاکٹر شریف احمد صاحب نے ساٹھ روپیہ کا وعدہ کیا۔

دلی شکریہ اور دعا

غرض جس دوست سے بھی ملے۔ انہوں نے اس فنڈ کی اہمیت معلوم کرتے ہی جہاں تک اس کی استطاعت یا کہ ایثار نے اسے اجازت دی فوراً بلا تامل اپنا چندہ دوگنا سہ گنا۔ چار گنا تک کر دیا۔ مثلاً بابو سراج دین صاحب نے پہلے دگنا۔ پھر کئی گنا بڑھا دیا اسی طرح میاں غلام نبی صاحب سگر نے باوجود مشکلات کے اپنا سابقہ وعدہ کئی گنا کر دیا۔ غرض میں کہاں تک ہر شخص کا نام لے کر بیان کروں کیونکہ جن دوستوں سے ملاقات کی۔ ان میں سے کوئی ایسا احمدی نہ تھا جس نے ایثار سے کام نہ لیا۔ اور جس نے دلی شرح اور اطمینان قلب اور مزید شوق سے اس فنڈ میں بڑھ کر حصہ نہ لیا۔ میں تمام ایسے چندہ دہندگان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ تو اپنے بندوں کا خود متکفل ہو۔ ان کی نیتیں ان کے عمل سے اور ایسا ہی عمل ان کی کوششوں سے بڑھ کر پاک مصفےٰ بنا دے۔ ان کے مال و دولت اور اہل و عیال اور عزت و مرتبہ میں ان کے وعدوں کی طرح دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ اور ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے دین برحق اسلام اور تیرے سچے سلسلہ حقہ کے لئے جن قربانیوں کے کرنے کی بھی ضرورت آئے ہم بخوشی انہیں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ امین یارب العالمین

میں ان تمام دوستوں کا بھی خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس فنڈ کی فراہمی کے لئے اپنا وقت خرچ کر کے اپنا آرام ترک کر کے بارش اور سردی میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ جن میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب میاں عطاء اللہ صاحب وکیل۔ ڈاکٹر معراج دین صاحب امیر جماعت و ڈاکٹر محمد منیر صاحب نائب امیر۔ سید بہادل شاہ صاحب۔ اور میاں عبدالرشید صاحب کے صاحبزادے محمد احمد صاحب قابل ذکر ہیں۔ یہ تو اس فنڈ کی فراہمی کے لحاظ سے تھا۔

حسن سلوک کا شکریہ

اب میں ذاتی طور پر تمام ان دوستوں کا ممنون ہوں جنہوں نے ہمیں اپنی محبت آمیز تواضع اور خاطر داری سے نوازا اور مہمان نوازی کے حق سے بڑھ کر ہمیں آرام پہنچایا